شیخ چلّی کا گدھا



بچوں کے لئے انتہائی دلچسپ کہانی

شیخ چلّی کا گدھا

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی

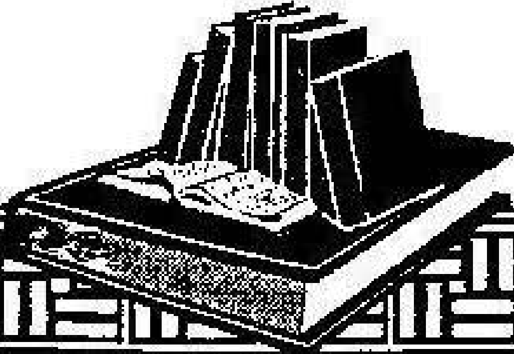
----------- محمد علی قریشی

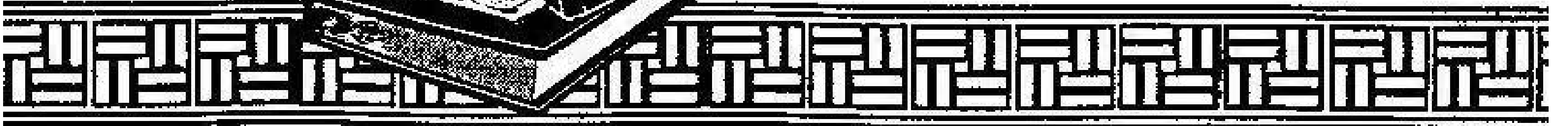
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی

طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

ARSLAN PUBLICATIONS MULTAN

Price Rs 5/-





شیخ چلی جس گاؤں میں رہتا تھا وہاں ان دنوں میلہ لگا ہوا تھا۔ میلے میں سرکس کے ساتھ ساتھ ہر طرف جھولے اور کھانے پینے کے سامان کی دکانیں سجی ہوئی تھیں۔ اس گاؤں میں ہر سال میلہ لگتا تھا جہاں لوگوں کے گھومنے پھرنے اور ان کے دل بہلانے کا سارا انتظام کیا جاتا تھا۔ اس میلے میں گھڑ سواری، نیزہ بازی، تیر اندازی، شمشیر زنی اور ایسے ہی بہت سے کھیل کھیلے جاتے تھے۔ ان کھیلوں میں جو جیت جاتا تھا اسے باقاعدہ انعام دیا جاتا تھا اور ان مقابلوں کو جیتنے کے لئے گاؤں میں پہلے سے ہی تیاریاں شروع کر دی جاتی تھیں۔

شیخ چلی نے کبھی کسی مقابلے میں حصہ نہیں لیا تھا

لیکن وہ جب سنتا تھا کہ فلاں جیتنے والے کو انعام میں گھوڑے، بیل، گدھے، زمین اور دولت دی جاتی ہے تو اس کا بھی دل چاہتا تھا کہ وہ بھی میلے کے کسی مقابلے میں حصہ لے اور انعام جیتے لیکن وہ چونکہ گھڑ سواری، تیر اندازی، نیزہ بازی اور شمیر زنی نہیں جانتا تھا اس لئے وہ بھلا ان مقابلوں میں کیسے حصہ لے سکتا تھا۔

جب بھی گاؤں میں میلہ لگتا تھا شیخ چلی ہر وقت میلے میں گھسا رہتا تھا۔ وہ زیادہ تر میدان میں لگنے والے میلے کے اس حصے میں رہتا تھا جہاں سالانہ مقابلے کیئے جاتے تھے۔

شیخ چلی ان مقابلوں کو دیکھ کر اور مقابلوں میں جیتنے والے افراد کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا اور سوچتا تھا کہ کاش وہ بھی کسی مقابلے میں حصہ لینے کے قابل ہوتا تو وہ انعام اسے ملتا اور وہ اس انعام سے اپنا ایک خوبصورت گھر بناتا۔ اس کے نوکر چاکر ہوتے اور وہ اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ چین اور سکون کی زندگی بسر کرتا اور کسی خوبصورت سی لڑکی سے

شادی کر کے اپنا گھر بسا لیتا۔

شیخ چلی کے پاس ایک گدھا تھا۔ میلہ چونکہ گاؤں سے دور ایک بڑے میدان میں لگتا تھا اس لئے شیخ چلی میلے میں جانے کے لئے اپنے گدھے پر بیٹھ کر آتا تھا۔ اسے گدھے پر سوار دیکھ کر لوگ اس کا خوب مذاق اُڑاتے تھے کیونکہ شیخ چلی کی جتنی صحت تھی اس کا گدھا اتنا ہی کمزور اور دُبلا پتلا تھا جو مشکل سے شیخ چلی کا بوجھ اٹھا کر چلتا تھا اور کچھ دور چلنے کے بعد رک کر ہانپنا شروع کر دیتا تھا۔

شیخ چلی کو گدھے کے رکنے پر بے حد غصہ آتا تھا۔ وہ گدھے سے اترے بغیر اسے مار مار کر آگے بڑھنے پر مجبور کرتا تھا اور بے چارہ گدھا اپنے احمق مالک کو لے کر کسی نہ کسی طرح سے میلے میں پہنچ ہی جاتا تھا۔

شیخ چلی اپنے گدھے پر ہی بیٹھ کر پورے میلے کی سیر کرتا تھا اور پھر جب اسے مقابلے دیکھنے کے لئے جانا ہوتا تو وہ گدھے کو جانوروں کے اصطبل میں لے جا کر باندھ دیتا تھا جو میلے میں آنے والے لوگوں کے گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کے رکھنے کے لئے

خاص طور پر وہاں بنایا جاتا تھا۔

شیخ چلی آج بھی اپنے گدھے پر سوار ہو کر میلے میں آیا تھا۔ آج میلے کا آخری دن تھا اور آج جو مقابلے ہونے والے تھے ان مقابلوں میں جو بھی جیت جاتا اسے بہت بڑے بڑے انعام ملنے والے تھے۔ شیخ چلی ان مقابلوں کا حصہ دار تو نہیں تھا لیکن وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان مقابلوں میں کون کون جیتے گا اور وہ کون خوش نصیب ہو گا جو انعام کا حقدار بنے گا۔ جو مقابلے جیتتا تھا اس کی خوشی میں وہاں نہ صرف ڈھول بجائے جاتے تھے بلکہ جیتنے والے کے دوست اس خوشی میں پٹاخے بھی چلاتے تھے۔ شیخ چلی کو بھی پٹاخے چلانے کا بہت شوق تھا۔ مقابلے جیتنے والوں میں اس کا کوئی رشتہ دار ہو یا نہ ہو وہ ہر ایک کے جیتنے پر پٹاخے ضرور چلاتا تھا۔ آج چونکہ شیخ چلی کے پاس صرف ایک ہی سکہ تھا اس لئے وہ زیادہ پٹاخے نہیں خرید سکا تھا۔ اس نے چھوٹے پٹاخوں کی ایک لڑی خرید لی تھی جو اس نے جیب میں رکھ لی تھی اور اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ہر جیتنے والے کی خوشی میں

پٹاخے نہیں چلائے گا بلکہ جب سب افراد مقابلے جیت جائیں گے اور وہ اپنے اپنے انعام حاصل کر لیں گے تب وہ پٹاخوں کی لڑی چلائے گا۔

شیخ چلی نے اپنا گدھا اصطبل میں چھوڑا اور پھر وہ میدان کے اس حصے میں آ گیا جہاں مقابلے شروع ہو چکے تھے۔ پہلے شمشیر زنی کا مقابلہ تھا۔ اس مقابلے میں دس افراد حصہ لے رہے تھے۔ جو نہایت ماہرانہ انداز میں ایک دوسرے پر تلوار چلا رہے تھے۔ وہ احتیاط سے تلواریں چلا رہے تھے تاکہ ان میں سے کوئی زخمی نہ ہو جائے۔ ان میں سے جس کی تلوار کسی دوسرے کو چھو جاتی تھی وہ مقابلے سے باہر ہو جاتا تھا۔ اس طرح ایک ایک کر کے کئی افراد مقابلے سے باہر ہو گئے۔ پھر وہاں صرف دو افراد رہ گئے جو ایکدوسرے کے گرد گھومتے ہوئے ایک دوسرے کو تلوار لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں ان میں سے ایک شخص کی تلوار دوسرے کو چھو گئی۔ جس شخص کی تلوار دوسرے کو چھوئی تھی وہ مقابلہ جیت گیا تھا۔ اس شخص کی جیت کی خوشی میں ہر طرف تالیاں اور ڈھول

تاشے بجنا شروع ہو گئے اور کئی افراد نے اٹھ کر جیتنے والے کی خوشی میں ناچنا بھی شروع کر دیا۔ شیخ چلی بھی جیتنے والے کی خوشی میں زور زور سے تالیاں پیٹ رہا تھا۔ شمشیر زنی کے بعد تیر اندازی، پھر نیزہ بازی اور پھر گھوڑوں کی ریس کے مقابلے ہوئے اس کے بعد اور بھی بہت سے مقابلے ہوئے جن میں سے ایک ایک شخص کی جیت کا اعلان کیا گیا تھا۔ آخری مقابلے کے بعد شیخ چلی کا خیال تھا کہ اب مقابلے ختم ہو گئے ہیں اور اب ان افراد کو انعام دیا جائے گا جو ان مقابلوں میں جیتے ہیں۔ لیکن انعام کا اعلان کرنے کی بجائے وہاں ایک اور اعلان کیا جانے لگا جسے سن کر شیخ چلی چونک پڑا۔

اعلان کیا جا رہا تھا کہ اس سال میلے کا آخری مقابلہ گدھوں کی دوڑ کا ہو گا۔ اس دوڑ میں جو لوگ اپنے گدھوں پر سوار ہو کر ریس لگائیں گے اور ان میں سے جو سب سے پہلے ایک مخصوص جگہ تک پہنچ جائے گا وہ جیت جائے گا اور گدھوں کی اس دوڑ میں جیتنے والے خوش نصیب کو نہ صرف انعام دیا جائے گا

بلکہ اس سے پہلے دوسرے مقابلوں میں جو افراد جیتے تھے ان سب کے انعام بھی گدھوں کی دوڑ میں جیتنے والے شخص کے ہاتھوں سے دیا جائے۔ گدھوں کی دوڑ کا سن کر شیخ چلی کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی آگئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ اگر وہ اپنا گدھا میدان میں لے آئے تو وہ اس مقابلے میں جیت سکتا ہے۔ جیت جانے پر اسے انعام بھی ملے گا اور اسے یہ اعزاز بھی دیا جائے گا کہ وہ پہلے مقابلے جیتنے والوں کو اپنے ہاتھوں سے انعام دے سکے۔

میلے میں گدھوں کی دوڑ کا چونکہ یہ پہلا مقابلہ تھا اس لئے اس مقابلے میں حصہ لینے والے مخصوص افراد نہیں تھے اس لئے اعلان میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ جن لوگوں کے پاس گدھے ہوں اور وہ گدھوں کی اس دوڑ میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنے گدھے لے کر میدان میں آجائیں۔ گدھوں کی دوڑ کا مقابلہ کچھ دیر کے بعد شروع کرا دیا جائے گا۔ یہ اعلان شیخ چلی کے لئے جیسے خوشیوں کا پیغام ہی لے آیا تھا۔ شیخ چلی نے

خیالوں میں خود کو بڑا انعام حاصل کرتے۔ انعام کی دولت سے اپنے لئے شاندار محل بناتے، نوکروں چاکروں کو حکم دیتے اور حسین لڑکی سے شادی کرتے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ بھاگم بھاگ اصطبل میں گیا اور وہاں سے اپنا گدھا نکال لایا۔ اس کا گدھا کمزور اور مریل سا تھا وہ اسے زبردستی کھینچتا ہوا میدان کی جانب لے جا رہا تھا لیکن گدھا اڑیل تھا وہ شیخ چلی کے ساتھ آنے کے لئے مان ہی نہیں رہا تھا۔

"ابے چل۔ خدا کے لئے آج کا مقابلہ جیت جاؤ۔ پھر میں اپنی بھی شادی کرا لوں گا اور تمہاری بھی کسی خوبصورت گدھی سے شادی کرا دوں گا۔ بس ایک بار صرف ایک بار میرے ساتھ میدان میں چل کر دوڑ لگا دو پھر میں تم پر کبھی سوار نہیں ہوں گا تم کہو گے تو میں تمہیں جیت کی خوشی میں اپنے کاندھوں پر اٹھا کر لے جاؤں گا"۔ شیخ چلی نے گدھے کے سامنے آ کر اس کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ گدھے نے گدھی سے شادی والی بات چاہے نہ سنی ہو لیکن یہ سن کر گدھا فوراً شیخ چلی کے ساتھ چل پڑا کہ واپسی

پر شیخ چلی اسے کاندھوں پر اٹھا کر لے جائے گا۔ میدان میں دس سے زائد گدھے موجود تھے جو شیخ چلی کے گدھے سے کہیں زیادہ صحت مند اور طاقتور دکھائی دے رہے تھے۔

شیخ چلی کو ایک مریل گدھے کو میدان میں لاتے دیکھ کر وہاں موجود لوگ ہنسنا شروع ہو گئے۔

''شیخ چلی۔ اس گدھے کی بجائے میدان میں موجود گدھوں کے ساتھ تم بھاگنا شروع کر دو تو ان گدھوں سے تم جیت جاؤ گے۔ اس مریل گدھے نے دوڑ میں کیا جیتنا ہے''۔ شیخ چلی کے ایک جاننے والے نے چیخ کر کہا لیکن شیخ چلی نے اس آواز پر کان نہ دھرا اور اپنا گدھا لے کر دوسرے گدھوں کے پاس آ گیا۔ جن افراد نے گدھوں کی دوڑ میں حصہ لینا تھا وہ اپنے اپنے گدھوں پر سوار تھے اور تمام گدھے ایک سیدھ میں کھڑے تھے۔ شیخ چلی نے بھی اپنا گدھا اس سیدھ میں کھڑا کیا اور پھر وہ اچھل کر گدھے پر سوار ہو گیا۔ گدھا اس کے وزن سے ایک بار جھکا جیسے وہ بیٹھ جائے گا لیکن شیخ چلی نے فوراً اس کی گردن پر پیار

کرنا شروع کر دیا تو گدھا اس کے وزنی جسم کو اٹھائے کانپتا ہوا اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا۔ مقابلہ شروع کرنے کے لئے میدان میں موجود ایک شخص زور سے باجا بجاتا تھا اور اس باجے کے بجتے ہی مقابلہ شروع ہو جاتا تھا۔ جب شیخ چلی اپنے گدھے پر سوار ہوا تو باجا بجانے والے نے مقابلہ شروع کرنے کے لئے یکلخت باجا بجا دیا۔ باجا بجتے ہی گدھے سواروں نے اپنے گدھے دوڑانے شروع کر دیئے۔ شیخ چلی نے بھی اپنے گدھے کی کمر پر ہاتھ مار کر اسے دوڑنے کے لئے کہا مگر گدھا اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔

"ارے دوڑو۔ رک کیوں گئے ہو۔ جلدی کرو۔ وہ دیکھو دوسرے گدھے تم سے آگے نکل گئے ہیں"۔ شیخ چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور زور زور سے گدھے کی پیٹھ پر ہاتھ مارنے لگا۔ شیخ چلی کے گدھے کو رکے دیکھ کر وہاں موجود لوگوں نے تالیاں بجا بجا کر اس کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا تھا۔

"کیا کر رہے ہو احمق گدھے۔ دوڑو بھی۔ دوڑو

گے نہیں تو یہ مقابلہ تم کیسے جیتو گے۔ یہ مقابلہ جیتنے کے بعد مجھے انعام ملے گا تو میں تمہاری کسی گدھی سے شادی کرا سکوں گا ورنہ تمہارے ساتھ مجھے بھی ساری عمر کنورا ہی رہنا پڑے گا۔ دوڑو۔ تیز دوڑو"۔ شیخ چلی نے ایک بار پھر اپنے گدھے کی منتیں کرنا شروع کر دیں اور گدھے کو جیسے شیخ چلی پر ترس آ گیا اور اس نے قدم آگے بڑھانے شروع کر دیئے لیکن اس کا ترس اس حد تک تھا کہ وہ دوڑنے کی بجائے آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہا تھا جس پر لوگوں نے شیخ چلی اور اس کے گدھے کا اور زیادہ مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔

"اس طرح چلو گے تو ہم جیتیں گے کیسے گدھے کے بچے۔ بھاگو تیز بھاگو"۔ شیخ چلی نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن جیسے گدھے کے کان بند تھے اور وہ شیخ چلی کی بات سن ہی نہیں رہا تھا وہ مزے سے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور آگے جانے والے گدھے اس سے بہت دور نکل گئے تھے جو پورے میدان کا چکر لگا کر واپس اسی جگہ لوٹ کر آنے والے تھے اور ان میں سے جو گدھا اپنے سوار کو لے

کر واپس آجاتا وہ یہ مقابلہ جیت جاتا اور شیخ چلی کا مریل گدھا تو جیسے دوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ شیخ چلی نے اسے زور زور سے مارنا شروع کر دیا۔ وہ گدھے کی منتیں کر رہا تھا لیکن گدھا جو تھا ہی گدھا وہ بھلا شیخ چلی کی بات کہاں سننے والا تھا۔

جب شیخ چلی نے آگے جانے والے دوسرے گدھوں کو ایک موڑ مڑتے دیکھا تو اس کے چہرے پر مایوسی چھا گئی کہ اب اس کا گدھا دوڑا بھی تو وہ آگے جانے والے گدھوں سے نہیں جیت سکا تھا۔ گدھا اسی طرح مریل سی چال چلتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا اور دائیں بائیں موجود افراد شیخ چلی اور اس کے گدھے کا خوب مذاق اُڑا رہے تھے پھر اچانک شیخ چلی کو اپنی جیب میں موجود پٹاخوں کی اس لڑی کا خیال آیا جو اس نے جیتنے والوں کی خوشی میں چلانے کے لئے خریدے تھے۔ پٹاخوں کا خیال آتے ہی اس کے دماغ میں ایک انوکھا خیال آیا۔ اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈال کر پٹاخوں کی لڑی نکالی اور پلٹ کر گدھے کی دم کی طرف دیکھنے لگا۔ گدھا چلتے چلتے دم لہرا رہا تھا پھر

جیسے ہی گدھے نے دم اٹھائی شیخ چلی نے ہاتھ بڑھا کر اچانک اس کی دم پکڑ لی۔ گدھے کی دم شیخ چلی کے ہاتھ میں آئی تو گدھا فوراً رک گیا اور گردن موڑ کر شیخ چلی کی جانب دیکھنے لگا۔ شیخ چلی نے وقت ضائع کیے بغیر پٹاخوں کی لڑی گدھے کی دم سے لپیٹنا شروع کر دی۔

پٹاخوں کی لڑی گدھے کی دم سے لپیٹنے کے بعد شیخ چلی نے لباس کی دوسری جیب سے ماچس نکال کر پٹاخوں کی لڑی کو آگ لگائی تو یکلخت پٹاخے پھوٹنا شروع ہو گئے۔ پٹاخوں کا پھوٹنا تھا کہ گدھا زور سے چیخا اور اس نے اچھل اچھل کر ایک دائرے میں ناچنا شروع کر دیا۔ شیخ چلی نے فوراً گدھے کی گردن پکڑ کر اس کا رخ میدان کی دوسری طرف کر دیا۔

پٹاخے مسلسل پھوٹ رہے تھے اور ان پٹاخوں سے گدھا اتنا ڈر گیا کہ اس نے اچانک گھوڑے کی سی رفتار سے دوڑنا شروع کر دیا۔ گدھا اس قدر تیزی سے دوڑ رہا تھا کہ شیخ چلی کو خود کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ بھاگتے بھاگتے گدھا موڑ مڑا اور پھر اس نے اور

زیادہ تیزی سے دوڑنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں گدھے نے آگے جانے والے گدھوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور پھر میدان میں گھوم کر اسی مقام پر پہنچ گیا جہاں سے دوڑ شروع ہوئی تھی۔ پٹاخوں نے گدھے کو اس قدر خوفزدہ کر دیا تھا کہ وہ دوسرے گدھوں سے کہیں پہلے واپس اپنے مقام پر آ گیا تھا۔ شیخ چلی گدھوں کی دوڑ جیت چکا تھا اس بات پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا کہ شیخ چلی نے دوڑ کیسے جیتی ہے۔ اس دوڑ میں شیخ چلی انعام کا حقدار بن گیا اور جب انعام میں اسے دولت کی جگہ مزید دو گدھے دیئے گئے تو شیخ چلی برے برے منہ بنا کر رہ گیا۔ انعام میں اسے ایک گدھی بھی ملی تھی جس کی وہ اپنے گدھے سے شادی کرا سکتا تھا مگر اس انعام سے نہ وہ گھر بنا سکتا تھا اور نہ اپنی شادی کر سکتا تھا جس کی وجہ سے وہ مایوس ہو گیا تھا۔ اسے افسوس تھا کہ گدھے کی تو شادی ہو جائے گی مگر اسے اب بھی کنورا ہی رہنا پڑے گا۔

ختم شد

بچوں کے لئے دلچسپ اور خوبصورت کہانیاں

